



## اس کی نسل سے ایک ایسی قوم نکلا گی جو کتاب اللہ کی تلاوت بڑی خوش الحانی کے ساتھ کرے گی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار (شدہ جانور) سے پار نکل جاتا ہے

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتا ہے میں نے کو یمن سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بیری کے پتوں سے دباغت دی ہے وہ چمڑے کے ایک تھیلے میں سونے کے چند ڈالے بھیجے ان سے (کان کی) مٹی بھی ابھی صاف نہیں کی گئی تھی راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید بن خیل اور چوتھے علقمہ رضی اللہ عنہ تھے یا عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے اس پر کہا کہ ان لوگوں سے زیادہ تم اس سونے کے مستحق تھے راوی نے بیان کیا کہ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ: ”تم مجھ پر اعتبار نہیں کرتے حالانکہ اس اللہ نے مجھ پر اعتبار کیا ہے جو آسمان پر ہے اور میرے پاس آسمان کی خبر (وحی) صبح و شام آتی ہے“ راوی نے بیان کیا کہ پھر ایک شخص جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، دونوں رخسار پھولے ہوئے تھے، پیشانی بھی ابھری ہوئی تھی، گھنی داڑھی اور سر منڈا ہوا، تہ بند اٹھائے ہوئے تھا، کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! اللہ سے ڈریں آپ نے فرمایا، افسوس تجھ پر کیا میں اس روئے زمین پر اللہ سے ڈرنے کا سب سے زیادہ مستحق نہیں ہوں“ راوی نے بیان کیا پھر وہ شخص چلا گیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں کیوں نہ اس شخص کی گردن مار دوں؟“ آپ نے فرمایا: ”نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو“، اس پر خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: بت سے نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جو زبان سے اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے دل میں وہ نہیں ہوتا آپ نے فرمایا ”مجھے اس بات کا حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کے دلوں کی کھوج کروں اور ان کے پیٹ چاک کروں“، راوی نے کہا پھر آپ نے اس (منافق) کی طرف دیکھا تو وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا آپ نے فرمایا کہ ”اس کی نسل سے ایک ایسی قوم نکلا گی جو کتاب اللہ کی تلاوت بڑی خوش الحانی کے ساتھ کرے گی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار (شدہ جانور) سے پار نکل جاتا ہے“ (راوی) کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ”اگر میں ان لوگوں کو پالیتا تو (قوم) ثمود کی طرح ضرور انہیں قتل کر دیتا“

[صحیح] [متفق علیہ]

نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا ہے وہ لوگوں کو اللہ کی دعوت دیتے، صاحب نصاب سے زکوٰۃ وصول کرتے اور ان کے تنازعات کے فیصلے کرتے تھے یہ حج الوداع سے پہلے کی بات ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے واپس آئے اور حج الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے مکہ میں ملے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سونے کا ڈالا (ٹکڑا) بھیجا تھا جس سے مٹی بھی صاف نہیں کی گئی تھی اس لیے وہ خالص سونا نہیں تھا کیونکہ وہ مٹی کے ساتھ مختلط تھا رسول اللہ ﷺ نے وہ ڈالا مذکورہ بالا چار افراد کے مابین تقسیم کر دیا اس امید پر کہ وہ اسلام قبول کر لیں وہ چونکہ اپنے قبائل کے سردار تھے اس لیے اگر وہ اسلام قبول کر لیتے تو ان کی پیروی میں بہت بڑی تعداد دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتی اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ترغیب اسلام اور تالیف قلب کے لیے وہ سونا ان کو دیا ان میں سے جن مسلمانوں کو دیا تو اس کا مقصد ایمان پر مضبوطی اور ثابت قدمی تھا سونے کا یہ ڈالا خمس میں سے تھا اور اہل علم نے اس کو بعید خیال کیا ہے کہ یہ اصل مال غنیمت میں سے تھا، یہ بھی امکان ہے کہ یہ مال زکوٰۃ میں سے ہو جب رسول اللہ ﷺ نے ان مذکورہ بالا

افراد کو دیا تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ان چاروں کی بے نسبت ہم زیادہ حق رکھتے ہیں کہ یہ مال ہمیں دیا جائے نبی کریم ﷺ کو جب یہ علم ہوا تو آپ نے فرمایا: ”تم مجھ پر اعتبار نہ میں کرتے حالانکہ اس اللہ نے مجھ پر اعتبار کیا ہے جو آسمان پر ہے اور آسمان سے وحی میرے پاس صبح و شام آتی ہے“ یعنی اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت میں مجھ پر اعتبار کیا ہے اور مجھے زمین پر رسالت سے نوازا ہے اور اعتراض کرنے والے اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے جو تیرے ہمنوا ہیں! تم لوگ مجھ پر اعتبار کیوں نہ میں کرتے؟! تم مجھ پر دنیا کے حقیر چیز پر اعتبار نہ میں کرنا کہ میں اس کو وہاں رکھوں جہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق رکھنا ضروری ہے آپ کا یہ فرمان کہ: ”جو آسمان میں ہے“ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر بلندی کی دلیل ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جو آسمان پر ہے، ہاں پر ’فی‘ بمعنی ’علیٰ‘ ہے کیوں کہ عرب ’فی‘ کو ’علیٰ‘ کی جگہ استعمال کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قَسِيخُوا فِي الْأَرْضِ ”زمین پر چلو پھرو“ اور اسی طرح فرمایا: وَلَا ضَلَبْتُمْ فِي جُدُوعِ النَّخْلِ ”کہ میں تمہیں کھجور کے تنوں پر پھانسی دوں گا“ تو اس کا مطلب ہے علی الارض (زمین پر) اور علی جدوع النخل (کھجور کے تنوں پر) اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ ”في السماء“ (آسمان پر) یعنی آسمان سے اوپر عرش پر ہے یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مثل ہے: أَمِنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورٌ، أَمْ أَمِنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ”کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ آسمان والا تمہیں زمین میں نہ دھنسا دے اور اچانک زمین لرزنا لگے، یا کیا تم اس بات سے نڈر ہو گئے ہو کہ آسمانوں والا تم پر پتھر برسائے پھر تمہیں معلوم ہو ہی جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا تھا“ اس دوران ایک شخص کھڑا ہوا (جس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں، دونوں رخسار پھولے ہوئے تھے، پیشانی بھی ابھری ہوئی تھی، گھنی داڑھی اور سر منڈا ہوا، تہ بند ٹخنوں سے اوپر اٹھائے ہوئے تھا، نبی کریم ﷺ سے کہنے لگا: اللہ سے ڈریں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”افسوس تجھ پر کیا میں اس روئے زمین پر اللہ سے ڈرنے کا سبب سے زیادہ مستحق نہ میں ہوں“ یعنی نبی کریم ﷺ لوگوں میں سے سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور تقویٰ کا حق رکھتے ہیں یہ اس کا صریح ظلم تھا کہ اس نے اپنے آپ کو اس لیے کھڑا کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ کے ڈر کی نصیحت کرے اور آپ ﷺ سے بے کلامی کے (اللہ سے ڈریں) اس کے باوجود کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کیا تھا وہ عین تقویٰ کے مطابق اور عظیم اطاعات میں شامل تھا کہ آپ ﷺ اللہ کے لیے، اس کے دین کی مدد کے لیے اور لوگوں کی ہدایت کے پیش نظر ان کو نواز رہے تھے جب یہ شخص چلا گیا تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کو قتل کر دوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، ممکن ہے وہ نماز پڑھتا ہو“ خالد رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ: بہت سارے نمازی جو زبان سے کچھ کہتے ہیں لیکن ان کے دل میں ویسا نہیں ہوتا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس بات کا حکم نہ میں دیا گیا ہے کہ لوگوں کے دلوں کی کھوج لگاؤں اور نہ اس کا حکم ہوا کہ ان کے پیٹ چاک کروں“ یعنی میں لوگوں کے ساتھ ان کے ظالمی کے مطابق ہی معاملہ کروں اور ان کے باطن میں کیا ہے اس کو چھوڑ دوں اللہ بتر جانتا ہے وہ خود ہی اس کا حساب کر لے گا ایک روایت میں ہے کہ یہ کہنے والے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے پھر نبی کریم ﷺ نے اس (منافق) کی طرف دیکھا تو وہ بیٹھ پھیر کر جا رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی نسل سے ایک ایسی قوم نکلا گی جو کتاب اللہ کی تلاوت بڑی خوش الحانی کے ساتھ کرے گی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا دین سے وہ لوگ اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے اور اگر میں ان لوگوں کو پالیتا تو (قوم) ثمود کی طرح ضرور انہیں قتل کر دیتا“ مقصد یہ خبر دینا تھا کہ اس گمراہ آدمی کی نسل سے ایسے افراد آئیں گے جو اس کے راستے پر چلنے والے ہوں گے، قرآن کی کثرت قرأت اور حفظ کی وجہ سے تلاوت بڑی خوش الحانی سے کرتے ہوں گے لیکن وہ ان کے دلوں تک نہیں پہنچے گا اس کا جو مقصود و معنی ہے وہ نہیں سمجھیں گے اور غیر موضوع لہ معنی مراد لیں گے کیوں کہ یہ گمراہ اور جاہل ہوں گے اس لیے اسلام سے بھی بغیر متاثر ہوئے بڑی آسانی اور تیزی سے خارج ہو جائیں گے گویا کہ یہ اسلام میں داخل ہی نہیں تھے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اسلام میں داخل ہوں گے لیکن ایمان ان کے دل میں جگہ نہیں پائے گا، اور نہ ہی ان کے چہروں سے اسلام کا تصور نظر آئے گا اس لیے یہ چیزیں ان کے اوصاف میں شامل ہوں گی کہ: وہ اللہ اسلام کو قتل کریں گے، کافروں کو بتوں کی عبادت کی دعوت دیں گے اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں ان لوگوں کو پالیتا تو (قوم) ثمود کی طرح ضرور انہیں قتل کر دیتا“ یعنی میں پوری طاقت سے قتل کرتا کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑتا



النجاة الخيرية  
ALNAJAT CHARITY

